دعا اوراس کا فلسفہ۔۔قرآن وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر غلام علی خان *

Dua and its philosophy according to Quran and Sunnah.

What is dua, its role in our lives and its philosophy. This article provides ample amount of information regarding the meaning of Dua and its impact in our lives.

Dua is conversation with Allah, out Creator, our Lord and Master, the All Knowing, the all powerful. This act in itself is of extraordinary significance. It is the most uplifting, liberating, empowering, and transforming conversation a person can ever have. We turn to Him because we know that He alone can lift our sufferings and solve our problems. We feel relieved after describing our difficulties to our Creator. We feel empowered after having communicated with the All Mighty. We sense His mercy all around us after talking to the Most Merciful. We get a new commitment to follow His path for that is the only path for success. We feel blessed with each such commitment What a tragedy, for dua is the most potent weapon of a believer. It can change fate, while no action of ours ever can. It is the essence of ibadah or worship. With it we can never fail; without it we can never succeed. In the proper scheme of things, dua should be the first and the last resort of the believer, with all his plans and actions coming in between.

دعا ایک عظیم روحانی عبادت ہے۔جس میں مخلوق اپنے خالق کی عظمت کومحسوس کرتی ہے جب بندہ کے لئے اسباب دنیا منقطع ہوجاتے ہیں۔ذرائع ختم ہوجاتے ہیں اور مادی وسائل بے بس ہوجاتے ہیں تو بندہ اپنے رب کی پناہ گاہ میں آتا ہے اور اپنے خالق اور پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اطمینان محسوس کرے اور اللہ سے وہ چیز حاصل کرے جو کوئی بشر نہیں دے سکتا۔

بائبل کی کتاب زبور میں حضرت داؤدؑ کی دعا کچھ یوں ہے۔میری جان کو خدا ہی کی آس ہے۔میری نجات اُسی سے ہے۔وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے۔(۱)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

انجیل میں ہے۔

مانگوتوتمہیں دیاجائے گا

ڈھونڈوتوتم پاؤ گے

دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائے گا۔

کیونکہ جوکوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہےاور جوڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔(۲)

دراصل مقام عبودیت کی سب سے پہلی اور آخری چیز دعا ہے۔ بے چارگی ودر ماندگی کی حالتِ اضطرار میں طلب لطف ورحم کی وہ پکار ہے جو بشریت کی زندگی کا سب سے بڑا سہارا اور اطمینان قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔قرآن کریم میں ارشادالٰہی ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْ اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ. (۳)

لفظ دعا عربی زبان کا لفظ ہے اور''دعا یدعو ''سے مصدر ہے لغت عرب میں یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے مثلاً سوال کرنا،کسی کو پکارنا یا بلانا۔مدد طلب کرنا۔عبادت وغیرہ

ابن منظور کے نزدیک''والدعا لغة العرب مشترك بين هذه المعنى العباده، والسنة، والنداء والسوال، والدعوة على الشئى والاستمداد والاستعانة''(۴)

عرب میں دعا ان معانی میں مشترک ہے عبادت،نسبت، پکار،سوال کسی شے کی طرف دعوت دینا، مدد اور استغاثہ طلب کرنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں۔

الدعاء هو اظهار غاية التزلل والافتقار الى اللّٰه والاستكانة له.(۵)

کسی بندہ عاجز کا اپنے بزرگ و برتر آقا ومولیٰ سے نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کسی شے کا سوال کرنا دعا کہلاتا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ دعا کے معانی

آخری کتاب ہدایت قرآن کریم میں''دعا'' کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

(i) **عبادت کرنا** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ(٦)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا (عبادت کرنا) جو تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔

(ii) **سوال کرنا یا مانگنا:** ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم.(٧)

اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(iii) **مدد طلب کرنا:** اللہ کا فرمان ہے۔

وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ.(٨)

اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار رہوں ان کو بھی بلالو۔

(iv) **پکارنا:** ارشاد باری ہے

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ.(٩)

جس دن وہ تمہیں پکارے گا۔

(v) **حمد وثنا اور تعریف کرنا:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ(١٠)

کہہ دو کہ تم رب کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن (کے نام سے)۔

شرعی معنوں میں دعا سے مراد اللہ تعالیٰ سے ہر طرح کی بھلائی حاصل کرنے کے لئے رغبت اور شوق کے ساتھ گڑگڑانا اور مانگنا اور اللہ کے حضور خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرنا ہے۔

دعا کی فضیلت واہمیت

دعا تقرب الٰہی کا وسیلہ، مشکلات ومصائب میں بندۂ مومن کا سب سے قیمتی ہتھیار اور خیر وبرکات کے حصول کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ اس کی ترغیب خود باری تعالیٰ نے دلائی اور مانگنے کا حکم دیا۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم.(١١)

اور تمہارے رب نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کرونگا۔

دعا کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو جو خصوصی اعزاز بخشا ہے اس کا اندازہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت سے ہوتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا

''ہماری امت کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو اس سے قبل صرف نبیوں کو ملی ہیں۔(جس میں سے ایک یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو مبعوث فرماتے تو ان سے فرماتے، تم دعا کرنا میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور اس امت سے خطاب کیا کہ تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔''

خالد ربعیؒ نے فرمایا کہ تعجب خیز (نوازشات) میں سے ہے کہ دعا کا حکم بھی دیا اور قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا۔(۱۳)

اسلام میں دعا کی حیثیت عبادت کی ہے اور جو لوگ اپنے تئیں دعا سے اپنے آپ کو مستغنی خیال کریں اللہ کے نزدیک وہ متکبر ہیں اور ان کے لیے سخت وعید آئی ہے۔

ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین(۱۴)

''بے شک وہ لوگ جو گھمنڈ میں مبتلا ہو کر مجھ سے دعا نہیں کرتے عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے''

دعا کی روح احساس عبودیت ہے اور اسی بنا پر رسولؐ اللہ سے دعا کی اہمیت ان الفاظ میں مروی ہے۔

الدعاء مخ العبادۃ.(۱۵)

دعا عبادت کا مغز ہے۔

بلکہ اسے عین عبادت قرار دیتے ہوئے فرمایا''**ان الدعاء ھو العبادۃ ثم قرأ: و قال ربکم ادعونی استجب لکم**''(۱۶)

''بلاشبہ دعا عین عبادت ہے پھر آپ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔آپ کا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔''

لہذا ثابت ہوا کہ دعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عظیم عبادات اور قرب الٰہی کے جلیل القدر ذرائع میں سے ایک ہے۔چنانچہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل عبادت اور پسندیدہ عمل دعا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا **لیس شیئی اکرم علی اللّٰہ من الدّعاء**(۱۷)
''اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں''

کیونکہ دعا کرتے وقت بندہ اپنے فقر،محتاجی، عاجزی،انکساری اور کمتری کا اظہار کرتا ہے اوراللہ تعالیٰ کی قدرت اورقوت کا اعتراف کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ. (۱۸)

''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کریں تو انہیں فرمائیے کہ میں ان سے بہت ہی قریب ہوں جب بھی کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں لہذا میرے بندوں کو چاہئے کہ وہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تا کہ رشد وہدایت پاسکیں۔''

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں خالق اور مخلوق،سوالی اور حاجت روا کا باہم تعلق بڑا گہرااور مضبوط بتایا گیا ہے۔اس کی تفسیر میں سید مودودیؒ لکھتے ہیں

اللہ فرماتا ہے''میں اپنے ہر بندے سے اتنا قریب ہوں کہ جب وہ چاہے مجھ سے عرض معروض کرسکتا ہے حتی کہ دل ہی دل میں جو کچھ وہ مجھ سے گزارش کرتا ہے میں اسے بھی سن لیتا ہوں اور سنتا ہی نہیں، فیصلہ بھی صادر کرتا ہوں۔جن بے حقیقت اور بے اختیار ہستیوں کوتم نے اپنی نادانی سے الٰہ اوررب قرار دے رکھا ہے ان کے پاس تو تمہیں دوڑ دوڑ کر جانا پڑتا ہے پھر بھی وہ نہ تمہاری شنوائی کرسکتے ہیں اور نہ ان میں یہ طاقت کہ وہ تمہاری درخواستوں پر کوئی فیصلہ صادر کرسکیں۔مگر میں کائینات بے پایاں کا فرماں روائے مطلق تمام اختیارات اور تمام طاقتوں کا مالک تم سے اتنا قریب ہوں کہ تم خود بغیر کسی واسطے اور وسیلے اور سفارش کے براہ راست ہر وقت اور ہر جگہ مجھ تک اپنی عرضیاں پہنچا سکتے ہو''۔(۱۹)

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ دعا کا کیا فائدہ؟ دعا میں جو شے مانگی جارہی ہے تو ضرور مل کر رہے گی خواہ دعا کی جائے یا نہ کی جائے اور جو مقدر میں نہین وہ دعا کرنے سے بھی نہیں ملے گا

اس سلسلہ میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ مسلمان کی دعا تین احوال سے خالی نہیں ہوتی حدیث میں مذکور ہے۔

ما من احد یدعوا بدعا ء الا اتا ہ اللّٰہ ما سال او کف عنہ من سو ء مثلہ ما لم یدع باثم او قطیعة رحم.(۲۰)

''زمین پر جو مسلمان بھی اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یا تو وہی چیز عنایت کر دیتا ہے یا اس سے اسی قدر شر دور کر دیتا ہے جب تک وہ گناہ یا قطع تعلقی کی دعا نہ کرے۔''

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا کرتا ہے۔

۱۔ یا تو اس کا مقصد جلد پورا کر دیتا ہے۔

۲۔ اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے۔

۳۔ دعا مانگنے والے کی اتنی ہی برائیاں دور کر دیتا ہے۔جتنی اس نے نفع کی خواہش کی تھی۔(۲۱)

لہذا دعا کی قبولیت بہر حال کسی نہ کسی درجہ میں ضرور ہوتی ہے۔اس اعتراض کا جواب امام ابن قیمؒ نے بڑا خوبصورت دیا ہے فرماتے ہیں

''ان لوگوں کا مذہب ہر قسم کے اسباب اختیار کرنے کی نفی کرتا ہے۔لہذا ان کی تردید میں کہا جاتا کہ اگر تمہارے مقدر میں سیرابی اور پیٹ بھرنا لکھا ہوا ہے تو وہ حاصل ہو کر رہے گی خواہ کچھ کھاؤ یا نہ کھاؤ اور اگر تمہارے مقدر میں اولاد ہے تو ضرور پیدا ہوگی خواہ تم اپنی بیوی سے خلوت کرو یا نہ کرو لہذا نہ شادی کی ضرورت ہے نہ خلوت کرنے کی۔علی ھذا القیاس دیگر مثالیں بھی ہیں تو کیا کوئی دانشمند اس بات کو تسلیم کرے گا۔''(۲۲)

دعا اور تقدیر کے مابین ربط کے بارے میں صحیح مذہب یہ ہے کہ عقیدہ رکھا جائے کہ اشیاء کا حاصل ہونا اسباب سے جڑا ہوا ہے یعنی اگنا بیج کے مقدر میں ہے لیکن یہ مقدر پانی دینے اور نگرانی کرنے جیسے اسباب کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

انسان جو تدبیر بھی کرتا ہے جو وسائل مہیا کرتا ہے اور جو اسباب بہم پہنچاتا ہے اگر وہ ان کا جائزہ لے تو لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ انہیں موثر کرنے اور مفید بنانے میں کوئی غیبی ہاتھ کارفرما ہے۔

انسان کوفہم کیسے حاصل ہوا؟ تدبیر کرنے کی صلاحیت کہاں سے آئی ؟اور وسائل و اسباب میں تاثیر کس نے رکھی؟ اگر خالق اور ناظم کائنات کو منظور نہ ہو تو تمام اسباب مہیا ہونے اور پوری تدبیر کرنے کے باوجود نتائج مرتب نہ ہوں۔

ڈاکٹر خالد علویؒ لکھتے ہیں

''دعا کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ انسان اپنے رب سے کہتا ہے۔ پروردگار! میں نے اپنی بساط کے مطابق اور اپنی کوتاہیوں کے باوصف یہ کچھ کیا ہے اسے نتیجہ خیز بنادے۔اس طرح بندہ اپنے رب سے جڑا رہتا ہے اور بے سبب غرور و گھمنڈ میں مبتلا نہیں ہوتا اگر کبھی اس کی کاوشیں بارآور نہیں ہوتیں تو وہ مایوسی کا شکار ہونے یا نفسیاتی الجھاؤ میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہوتا ہے۔دعا اسے اپنے رب سے باغی نہیں ہونے دیتی۔اسے یقین ہوتا ہے کہ اس کا رب اس کمی کو کسی نہ کسی اور طریقے سے پورا کردے گا لہٰذا دعا اور تدبیر میں کوئی تضاد وتصادم نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کو مستحکم کرتی ہیں،مؤثر بناتی ہیں اور نتیجہ خیز کرتی ہیں۔'' (۲۳)

اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کا تعلق تخلیق و تنظیم کائنات سے ہے وہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو مناسب سمجھتا ہے فیصلے صادر فرماتا ہے۔اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ وہ مجبور ہے اور اپنے فیصلوں میں جکڑا ہوا ہے وہ خود فرماتا ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (۲۴)

''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔''

عالم عرب کے مشہور مفسر سید قطب شہید رقمطراز ہیں

''کتنی عجیب وغریب یہ بات ہے کہ انسان پر ایک ایسا زمانہ آئے کہ وہ اس زعم میں مبتلا ہو جائے کہ اس کو رب کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ اس کی عنایت ورحمت،اس کی سرپرستی،اس کے فضل و کرم نیز اس کی ہدایت،اس کے دین،اس کے رسول سے مستغنیٰ ہے۔انسان کا حال اس معاملہ میں بالکل اس بچے جیسا ہے جو اپنی ٹانگوں میں کچھ طاقت محسوس کرکے سہارے دینے والے ہاتھ کو جھٹک دے۔نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لڑکھڑاتا ہے اور گرتا ہے۔'' (۲۵)

ایک بچے کی فطرت وسرشت میں ہی یہ بات رکھ دی گئی ہے کہ وہ مانگتا ہے جب وہ شعور سے کوسوں دور ہوتا ہے اس وقت بھی اپنی احتیاج کے لیے روکر والدہ کو متوجہ کرتا ہے یہ رونا ایک طریقہ سے مانگنا ہے شعور آنے کے بعد وہ اپنے آپ کو جب ہر طرح سے محتاج پاتا ہے۔اس وقت بھی ایک بالاتر ہستی کے وجود کی پہچان اوراس کی عظمت وہیبت اس کے دل میں موجود ہوتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے سے بڑا متکبر بھی حقیقی صورتحال میں ایک ہی خدا کو مانتا اور تسلیم کر لیتا ہے۔فرعون جیسا روئے زمین کا سرکش بھی آخری لمحوں میں یہ پکارتا ہے۔

قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِهٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (۲۶)

ایک فرد جب اپنے تمام حالات میں اپنے مالک کو ہی پکارتا ہے اوراس سے آہ وزاری کرتا ہے تو کائنات کے نظام کے کل پرزوں میں درست طریقہ سے اپنے آپ کو رکھ دیتا ہے جبکہ سرکشی کرنے والے اوراس کی نعمتوں کو کھا کر کسی اور کے گن گانے والوں کے لیے سخت ترین وعیدیں ہیں ارشاد باری ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ (۲۷)

''بلاشبہ جولوگ ہماری عبادت سے غرور کرتے ہوئے منہ موڑیں گے انہیں عنقریب جہنم میں داخل کیا جائے گا۔''

قبولیت دعا کی شرائط

اگر دعائیں مالک ایزدی کے دربار میں قبول کروانی ہوتو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے حالات اورزندگی کے تمام امور کو مالک کی مشیت اور مرضی کے تابع کر دیں۔عام طور پر یہ شکوہ عام ہے کہ ہم دعائیں مانگتے رہتے ہیں لیکن دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔اگر مندرجہ ذیل آداب و شرائط کوملحوظ خاطر رکھیں تو قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرمالے گا۔

اکلِ حلال

دین نے حرام وحلال کے تمام اصول وضوابط کو بیان کر کے اکل حلال کا حکم دیا ہے۔قرآن

مجید میں متعدد بار اس کا حکم آیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا.(۲۸)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ.(۲۹)

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا .(۳۰)

آنحضرتؐ نے فرمایا

ثم ذکر الرجل یطیل اسفر اشفث اغبر یمد یدہ الی السماء یا رب یا رب و مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غذی باالحرام فانی یستجاب لذالك(۳۱)

مولانا یوسف اصلاحی لکھتے ہیں

’’ہر کام میں خدا کی ہدایت کا پاس ولحاظ کیجئے اور پرہیزگاری کی زندگی گزاریے حرام کھا کر حرام پی کر پہن کر اور بے باکی کے ساتھ حرام سے اپنے جسم کو پال کر دعا کرنے والا یہ آرزو کرے کہ میری دعا قبول ہو تو یہ زبردست نادانی اور ڈھٹائی ہے دعا کو قبول کروانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کا قول وعمل بھی دین کے مطابق ہو۔‘‘(۳۲)

اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین کے ساتھ دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین کے ساتھ کہ وہ ہماری دعاؤں کی قبول کرنے والا ہے دعا مانگنی چاہیے ایک مومن کا جس قدر یقین ذات باری بڑھتا جائے گا اسی قدر اس کی دعا جلد قبول ہو گی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یقین کا بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.(۳۳)

ایک اور جگہ بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا

رحمتی وسعت کل شی.(۳۴)

استاذ گرامی ڈاکٹر خالد علویؒ لکھتے ہیں۔

’’دعا ہمیشہ عزم ویقین کے ساتھ مانگنی چاہیے شک وشبہ کے ساتھ نہیں کبھی بھی غیر یقینی کیفیت کا شکار نہیں ہونا چاہیے کبھی اس کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔‘‘(۳۵)

تضرع خشوع

آدمی دعا کے وقت اسی ہستی کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرے جو کائنات کی بالاتر ہستی ہے لہٰذا دعا میں زیادہ سے زیادہ عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار کرے۔قرآن مجید نے مومنین کی صفات کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔

وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ.(۳۶)

تضرع میں انتہادرجے کا عجز ہوتا ہے اور رحمت خداوندی کو بندے کا عجز ہی پسند ہوتا ہے اسی کی وجہ سے ایک بندے کے اندر خشیت الٰہی اور پھر محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے خشیت ایمانی اور محبت ایمانی کے بارے میں مصر کے نامور عالم دین محمد قطب لکھتے ہیں۔

''اسلام انسان کو تربیت دیتا ہے کہ ہر لمحہ اور لحظہ اس کا اللہ سے تعلق برقراررہے اس کا تعامل اللہ کے ساتھ ہو اس میں خشیت الٰہی اللہ کی محبت اور اس کے بنائے ہوئے منہاج زندگی کی جانب رجوع کا جذبہ موجود ہو۔''(۳۷)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا

''لوگوں میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اس کی پوری صفت وثناء بیان کرتے رہنے کی طمع اور خوف سے دعائیں مانگنے کی اور دعاؤں میں خشوع وخضوع کرنے کی وصیت کرتا ہوں!دیکھو!اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کے گھرانے کی یہی صفت بیان فرمائی ہے۔(۳۸)

دعا کے وقت انسان اپنے کو اس مسکین اور بے نوا کی طرح سمجھے جو ایک در پر کھڑا ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو کہ اگر اس در سے دھتکارا جاؤں تو پھر دنیا کے کسی کونے میں میرے لیے جائے قرار نہیں ہے اس صورتحال میں ایک عاجز فرد جس عاجزی لگن خشوع وخضوع سے التجا وفریاد کرے گا اسی طرح کی التجا اور خشوع وخضوع مالک کو اپنے بندے سے مطلوب ہے۔

دعا میں کیا مانگنا چاہیے؟

دعا میں کیا مانگنا چاہیے جو جلدی میں قبول ہوجائے اس کے لیے قرآن نے ہی راہنمائی ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (۳۹)

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ آخرت سے متعلق جتنی بھی دعائیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرماتا ہے بشرطیکہ اعمال صالحہ پر انسان کی بنیاد ہو جبکہ دنیاوی ادعیاء میں اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے یا تو دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے یا پھر نعم البدل کے ساتھ پوری ہوتی یا آخرت میں اجر کی صورت میں دعا قبول ہوتی ہے۔

خدا سے طلب کے بارے میں مولانا وحید الدین رقمطراز ہیں

''ایک بچہ اپنی ماں سے روٹی مانگے تو یہ ممکن نہیں کہ ماں اس کے ہاتھ میں انگارہ رکھ دے خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ آپ خدا سے خشیت مانگیں اور وہ آپ کو قساوت دیدے آپ خدا کی یاد مانگیں اور وہ آپ کو نسیان میں مبتلا کر دے آپ آخرت کی تڑپ مانگیں اور وہ آپ کو دنیا کی محبت میں ڈال دے آپ کیفیت سے بھرپور دینداری مانگیں اور وہ آپ کو بے روح دینداری میں پڑا رہنے دے۔ آپ حق پرستی مانگیں اور وہ آپ کو شخصیت پرستی کی تاریکی میں ڈال دے''(۴۰)

معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر چیز کے متعلق دعا کرنی چاہیے لیکن مقصود صرف اور صرف اللہ کی رضا اور آخرت کو بنانا چاہیے۔

وسیلہ حسن عمل

حسن عمل کی وجہ سے بندے کو اللہ کی محبت حاصل ہو جاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔(۴۱)

جب ایک بندہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے احترام ومحبت ایزدی حاصل کر لیتا ہے تو اس وقت وہ مستجیب الدعوات کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

دعا سے قبل کوئی نیک عمل کیا جانا چاہیے مثلاً کچھ صدقات وخیرات کسی بھوکے کو کھانا کھلا دینا یا نفلی روزوں اور نماز کا اہتمام کرنا ایک انسان اپنے اعمال صالحہ کو بارگاہ رب ذوالجلال کی خدمت میں

پیش کر کے اس کی عنایت اور توجہ حاصل کر سکتا ہے حدیث شریف میں وہ مشہور واقعہ آیا ہے کہ تین آدمی کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں غار کے دھانا بند ہوا زندگی سے بالکل ناامید اور مایوس ہو کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی اپنی گذشتہ کی ہوئی نیکیوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس بڑی مصیبت سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔(۴۲)

دعا کے وقت نیکی کی حیثیت کے بارے میں علامہ فضل احمد عارف لکھتے ہیں

''دعا مانگتے وقت کوئی نیکی کا کام کریں اگر اس وقت نیکی نہ کی جا سکے تو دعا مانگتے وقت پچھلی کسی نیکی کو یاد کر لینا چاہیے اور اسی کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتی چاہیے یہ چیز ضروری ہے کہ وہ نیکی بے ریا ہو خلوص پر مبنی ہو اور محض رضائے الٰہی کے لیے کی گئی ہو اگر کوئی ایسا نیکی کا عمل یاد نہ ہوتا تو پھر دعا مانگتے وقت یہ کہنا چاہیے کہ پالنے والے! میرے کسی ایسے عمل کے طفیل میری یہ دعا قبول فرمالے جو تیرے نزدیک بے ریا اور مقبول ہو۔''(۴۳)

توجہ اور حضوریٔ قلب

دعا مانگتے وقت انسان کی توجہ صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ کی طرف مرکوز رہے اس کا دل اسی ذات کی طرف متوجہ رہے اگر بغیر توجہ اور غفلت سے دعا مانگی جائے تو وہ قبولیت کا درجہ کبھی نہیں حاصل کر سکتی۔

ایک شخص معمولی سے افسر یا حاکم کے پاس جانے سے قبل کئی مرتبہ اپنے لباس کی سلوٹیں درست کرتا ہے اور کبھی اپنے بال درست کرتا ہے اپنے حلیہ اور سراپا کو بار بار غور کرتا ہے پھر اپنی گزارش کے لیے طرح طرح کے الفاظ تول کر بولنے کی کوشش کرتا ہے ایک دنیاوی معمولی حاکم کے پاس جانے سے قبل وہ اتنی تیاریاں کرتا ہے تو رب ذوالجلال کی بارگاہ میں کیا بے توجہی اور غفلت سے جایا جائے؟

مولانا یوسف اصلاحی لکھتے ہیں

''دعا پوری توجہ، یکسوئی اور حضور قلب سے مانگیے اور خدا سے اچھی امید رکھیے اپنے گناہوں کے انبار پر نگاہ رکھیئے خدا کے بے پایاں عفو وکرم اور بے حد وحساب جود وسخا پر نظر رکھیں اس شخص کی دعا

درحقیقت دعا ہی نہیں ہے جو غافل اور لاپرواہ ہواور لاابالی پن کے ساتھ محض نوک زبان سے کچھ الفاظ بے دلی کے ساتھ ادا کررہا ہو اور خدا سے خوش گمان نہ ہو' (۴۴)

قرآنی منقول دعاؤں کا انتخاب کر کے ان کو زبانی یاد کرنا چاہیے اگر قرآنی دعاؤں کا ورد زبان پر رہے تو یہ بری سریع الاثر ہوتی ہیں۔

طہارت و پاکیزگی

اللہ تعالیٰ پاکیزہ ترین ہستی ہے اپنے بندوں میں سے وہ پاکیزہ بندوں کو پسند فرماتا ہے ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ .(۴۵)

حضورؐ نے فرمایا

الطھور نصف الایمان.(۴۶)

انسان اگر طاہر ہو تو رب کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اسی قرب کی بناء پر وہ اللہ کے ان نیک اور صالح بندوں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے شاہ ولی اللہ مندرجہ بالا حدیث کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں

''میں کہتا ہوں وہ طہارت جس کا اثر نفس کی گہرائیوں تک پہنچ جائے اس سے نفس کو ایک گونہ تقدس حاصل ہوتا ہے گویا آدمی اس زمرہ ملائیکہ میں شامل ہو جاتا ہے اور مادی الائشوں کو بھول جاتا ہے' (۴۷)

دعا کرنے والا حقیقی اور حکمی ہر دو طرح کی نجاستوں سے پاک ہو وہ توبہ کے ذریعے دل کی نجاست کو صاف کر کے دل کو مثل آئینہ بنائے اور دوسری طرف دل سے غیر اللہ کی محبت کو نکال دے اگر یہ دونوں مقام انسان حاصل کرلے تو پھر اس کا شمار مقربین میں ہونے لگے گا۔

تحمید و تسلیم

دعا کرتے وقت سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء پھر رسولؐ اللہ پر درود وسلام اور بعد ازاں اپنی مراد کو پیش کرے۔

آنحضورؐ کی ایک روایت حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے اس طرح ہے

اذا صلی احد کم فلیبدوا بحمد اللّٰہ والثناء علیه ثم یصل علی النبی ثم لید ع بعد ما یشاء. (۴۸)

اسی طرح ابی بن کعبؓ سے ایک اور روایت ان الفاظ میں ملتی ہے

کان رسولؐ اللّٰہ اذا ذکر احد فد عاله بدا بنفسه. (۴۹)

دعا کے لئے موزوں اوقات

ایک بندہ مومن تو ہر وقت دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کر سکتا ہے وہ جب بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا اس کی رحمت کے فیضان کی بارش کو محسوس کرے گا کیونکہ اس کا اپنا وعدہ ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد. (۵۲)

اس کی نظر میں تمام دنیا کی مخلوقات کی حیثیت ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں لیکن جب بھی کوئی بندہ اس کو پکارے گا وہ اس کی پکار کو سنے گا تاہم کچھ ایسے اوقات ہیں کہ اگر ایک انسان ان اوقات میں خاص طور پر اہتمام کے ساتھ دعاؤں کی التجا کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگا تو امید کامل ہے کہ وہ دامن کو خالی نہیں رہنے دے گا یہ اوقات درج ذیل ہیں

ماہ صیام

رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں بھرا ہوتا ہے اس ماہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے چونکہ یہ مہینہ شب و روز نیکی اور عبادت میں مشغول ہونے کا مہینہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہوتی ہے ملائیکہ کا نزول ہوتا ہے اور وہ جا بجا پھیل جاتے ہیں پورا ماحول رجوع الی اللہ، توبہ واستغفار، ذکر واذکار کا ہوتا ہے اس لیے یہ مہینہ قبولیت دعا کا ہے

آنحضورؐ نے فرمایا ''اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے درود نہ پڑھا اور جس نے رمضان پایا اور گناہ کو نہ بخشوا سکا'' (۵۳)

جمعۃ المبارک

جمعۃ المبارک کا دن مسلمانوں کا ایک مقدس دن ہے اس دن میں ذکر واذکار عام دنوں سے زیادہ ہوتا ہے لوگ بڑے اہتمام کے ساتھ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لیے مسجدوں کا رخ کرتے ہیں جمعہ کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا

"من توضاء فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعه فاستمع غفرله مابین الجمعة الی الجمعة"(۵۴)

جس نے عمدہ طریقے سے وضوع کیا اور پھر جمعہ کو آ کر خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان گناہ معاف فرما دیے گئے۔(۵۴الف)

جمعہ کے اوقات میں ایک ایسی گھڑی بھی ہے جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا

''جمعہ کی ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ مسلمان اس وقت نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے بلاشبہ عطاء فرمائے گا''(۵۵)

اس گھڑی کے بارے میں متعدد اقوال ہیں لیکن زیادہ قوی اقوال دو ہیں کہ ایک کہ امام کے ممبر پر بیٹھ جانے سے نماز سے فارغ ہونے تک اور دوسرا وقت عصر سے غروب آفتاب تک۔

ان اوقات میں دعاؤں کا اہتمام مفید ہوسکتا ہے۔

عرفہ کا دن

عرفہ کا دن ذوالحجہ کی نویں تاریخ کا دن ہے اس دن تمام حاجی عرفات میں جمع ہوتے ہیں اس کو حج کا دن بھی کہتے ہیں عرفات میں جانا فرض ہے اور حج کا رکن اعظم بھی اس لحاظ سے یہ بڑا مبارک دن ہے آنخضرتؐ نے ارشاد فرمایا

''اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن جتنے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے نجات بخشتا ہے کسی اور دن میں نہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب ہوتا اور فرشتوں کے سامنے ان کے خلوص پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کس ارادے سے یہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔''(۵٦)

ہر رات کا پچھلا پہر

رات کا جاگنا، عبادت ورب کریم سے دعا کرنا ہمیشہ صالحین کا شیوہ رہا ہے رسول اکرمؐ کے عمل اور آپ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ثلث اول جو عام لوگوں کے دسترس میں ہے ثلث ثانی یا جوف الیل جو عبادت گزاری کے لیے اہمیت رکھتا ہے اور ثلث آخر اس میں سحر کا وقت ہے جو بے حد اہم ہے جس کا ذکر مومنین کی صفات میں آیا ہے۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ .وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ .(۵۷)

رات کے درمیانی اور آخری حصوں کے بڑے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضورؐ سے روایت کرتے ہیں۔

''ہر رات ہمارا پروردگار آسمان دنیا پر اس کے آخری تہائی میں نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اس کو عطاء کروں اور کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اس کو بخش دوں''(۵۸)

اذان کا وقت

نماز دین اسلام کا سب سے بڑا اور اہم رکن ہے اس کی وجہ سے بندے کا اللہ سے تعلق جڑ جاتا ہے اذان نماز کا ایک قسم کا ابتدائی جزو ہے جس میں مؤذن لوگوں کو نماز کی طرف بلاتا ہے چنانچہ اذان بڑی فضیلت کا عمل ہے اذان اور تکبیر کے درمیان کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے حضرت انسؓ آنحضورؐ سے روایت کرتے ہیں۔

لا یرد الدعا بین الاذان و الاقامة(۵۹)

''دعا کو اذان اور اقامت کے درمیان رد نہیں کیا جاتا''

فرض نماز کے بعد کی ساعت

فرض نمازوں کے بعد کی ساعت بھی بارگاہ ایزدی میں بڑی مقبول ہے حضرت ابوامامہؓ نے جب آنحضرتؐ سے قبولیت دعا کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا

جوف اليل و دبر الصلوة المكتوبات(٦٠)

''یعنی رات کا درمیانی حصہ اور فرض نمازوں کے بعد کا وقت''

شب قدر

شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے اگر چہ اس رات کا کوئی مقرر وقت نہیں تاہم آخری طاق راتوں میں اس کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔اس رات میں بھی دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں

وقتِ جہاد

جب اسلامی افواج اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر لڑ رہی ہوں تو اس وقت قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے آنحضورؐ نے میدان بدر میں ایک رات قبل جو دعا کی تھی اس کا فوری اثر مسلمانوں کی شاندار فتح اور کفر کی ذلت آمیز شکست کی صورت میں نکلا۔

آداب دعا

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا مالک وحکمران ہے ارشاد باری ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(٦١)

ایک بادشاہ کے دربار میں وہ بادشاہ جو تمام دنیاوی بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے کے لیے حاضری دینی ہو تو کچھ آداب ہیں ان کی پابندی دعا کرنے والے کے لیے ضروری ہے۔چند آداب دعا درج ذیل ہیں۔

مشکل کشا ذاتِ باری تعالیٰ

اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ مالک دوجہاں کی ذات مبارکہ ہی تمام مشکلات اور مصائب میں دست گیری کرنے والی ہے وہی ذات مشکل کشا ہے اس عظیم مالک کا اپنا قول ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ.(٦٢)

وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ.(٦٣)

''امن یجیب المضطر'' کی تفسیر میں مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں

''یعنی جس کی بھی فریادرسی ہوتی ہے بہرحال اسی کی طرف سے ہوتی ہے کسی اور کی طرف سے نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت جس کے لیے مقتضی ہوتی ہے اس کے دکھ درد کو دور فرما دیتا ہے اور اگر کسی کی فریادرسی نہیں ہوتی ہے تو کسی دوسرے موزوں وقت میں کر دی جاتی ہے اور اگر اس شکل میں نہیں ہوتی جس شکل میں وہ چاہتا ہے تو اس سے مختلف اور بہتر شکل میں پوری ہوجاتی ہے اور اگر دنیا میں نہیں تو آخرت میں اس کے لیے موجب اجر ہوگی''(۶۴)

دعا اسی عزم ویقین کے ساتھ کرنی چاہیے کہ جس طرح ایک شفیق باپ ونگران اپنی اولاد و رعیت کی فریادروسی کرتا ہے اسی طرح مالک الملک بھی اپنے کنبہ کی فریادرسی کرتا ہے۔

مشروط دعا کی ممانعت

انحضورؐ نے مشروط دعا کی ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انحضورؐ نے فرمایا''جب کوئی دعا کرے تو پختگی سے سوال کرے اور یوں نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے مجھے عطا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر تو نہیں ہے۔''(۶۵)

دعا میں ہاتھ بلند کرنا

دعا میں ہاتھ کندھوں کے برابر بلند کر کے اس کو اپنے مالک کے آگے پھیلانا چاہیے اور اختتام کے بعد ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لینے چاہیں یہ طریقہ مبارکہ آنحضورؐ سے ہی منقول ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ صاحب حیاء وتکرمت ہے اسے حیا آتی ہے کہ جب کوئی شخص اس کی طرف ہاتھ اٹھائے تو وہ اس کو خالی ونامراد لوٹائے''(۶۵الف)

اسی طرح چہرے پر ہاتھ پھیر لینے کے بارے میں روایت ہے۔

''حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ انحضرتؐ کا دستور تھا کہ جب اپنے ہاتھوں کو دعا میں پھیلاتے تو ان کو نہ ہٹاتے جب تک اپنے چہرہ مبارک پر نہ پھیر لیتے''(۶۶)

معصیت کے لئے دعا

دعا حصول مدعا کا ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی شخص گناہ کو اپنا مقصود سمجھتا ہے اور پھر اس کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا کبھی بھی قبول نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ معصیت اور گناہ کو کبھی بھی اپنے بندوں کے لیے پسند نہیں کرتا ہے۔

جلد بازی کی ممانعت

ایک غلام کو اپنے آقا کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہنا چاہیے۔ اسے یہ زیبا نہیں کہ کہے کہ میں نے اتنی مرتبہ دعا کی ہے اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا

''تم میں سے ایک شخص کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔ یوں نہ کہے کہ میں نے دعا کی وہ قبول نہیں ہوئی'' (۶۷الف)

قبولیت دعا کے لیے قبروں پر چلہ کشی

صوفیاء کے تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں مزار پر اتنے دنوں چلہ کر کے دعا کی جو فوری قبول ہوئی دین میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ کیا دین اس کو قبول کرتا بھی ہے یا نہیں؟ مذکورہ سوال کا جواب نفی میں ہے اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(۱) قرآن وسنت میں کسی جگہ پر اس کا تذکرہ نہیں ملتا

(۲) سیرت رسولؐ سے اس کی کوئی مثال پیش نہی کی جا سکتی۔

(۳) سیرت صحابہؓ وتابعینؒ، کبار محدثینؒ، فقہائے عظام کے حالات وواقعات مین کہیں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

مفکر اسلام سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں

''صحابہ نے خود نبیؐ کے مزار پر کبھی چلہ کھینچا یا مراقبہ کیا؟ تابعین میں سے کس نے کس صحابی کی قبر پر یہ کام کیا۔ یا اللہ کے رسول نے اس طریقہ کار کی طرف کوئی اشارہ کیا ان ذرائع سے کوئی

ثبوت ملتا ہو تو اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا ہے ورنہ یہ بالکل غلط نہ سہی مشتبہ تو ماننا ہی پڑے گا ایسا مشتبہ کام کر کے کیا میں یہ خطرہ مول نہ لوں گا کہ شاید آخرت میں وہ غلط ثابت ہو اور میں اللہ کے حضور اس کا کوئی جواب نہ دے سکوں'' (٦٧)

نفسیاتی اثر

آج اگر ہم اپنے معاشرہ کو بالخصوص اور دنیا کے حالات کو بالعموم ملاحظہ کریں تو ایک بات بڑی ہی شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ انسانیت افراتفری اور بے چینی کا شکار ہے دولت جاہ وحشمت سب کچھ ہوتا ہے لیکن دل کا سکون نہیں ہوتا اس لیے دنیا بھر میں ذہنی امراض روز بروز بڑھتے جارہے ہیں ان حالات میں دعا ہی وہ ہتھیار رہے ہیں جس سے بے چینی اور اضطراب کا علاج کیا جا سکتا ہے دعا مانگنے سے انسان نفسیاتی طور پر مالک ذوالجلال سے قرب محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو ایک بڑی ہستی کے حصار میں محفوظ پاتا ہے۔ ہر قسم کی پریشانی، ذہنی الجھن اور Depression کا علاج دعا سے کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ انسان عزم واعتقاد سے اسی ایک ہستی سے اپنا رشتہ استوار کرلے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں آجائے۔

معاشرتی اثر

معاشرہ میں بے چینی کا ایک بڑا سبب مالک ذوالجلال سے دوری ہے چنانچہ ایک بے چین فرد معمولی باتوں پر الجھتا ہے اور مار کٹائی پر اتر آتا ہے دعا کی وجہ سے جب ایک فرد کا ذہنی کرب ختم ہوگا تو معاشرہ پر ایک بڑے انمٹ اور گہرے اثرات پڑیں گے اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ دعا کی وجہ سے انسان کے رزق میں کشادگی عطا ہوتی ہے اور ایک خوشحال فرد کبھی بھی معاشرہ کے لیے اذیت ومصیبت نہیں بن سکتا ہے بشرطیکہ اس خوشحالی کے ساتھ ساتھ اس کا مضبوط تعلق بھی رب سے استوار ہو دعاؤں کی وجہ سے بہت ساری بلائیں اور مصیبتیں ٹل جاتیں ہیں شاہؒ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

''دعا نزول رحمت کا باعث ہوتی ہے جس کا اثر اس صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے کہ حادثہ ٹل جاتا ہے بصورت دیگر اس کے دل میں وحشت کی بجائے انس ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے احساس غم و پریشانی میں تخفیف کردی جاتی ہے۔'' (٦٨)

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

دعا بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان ایک رابطہ ہے اسی کی وجہ سے بندے کا رب سے تعلق جڑتا ہے اور مخلوق اپنے خالق کے ہاں عزت وسرفرازی پاتی ہے۔دعا ایک قسم کی عبادت بھی ہے جو فرد بھی اس سے کنارہ کشی کرے گا وہ اللہ کے ہاں ذلت و پریشانی وندامت پائے گا۔دعا سے انسانی زندگی پر آنے والی کئی قسم کی آفتیں اور بلائیں ٹل جاتی ہیں اور انسان اس عارضی زندگی میں بھی سرفرازی حاصل کرتا ہے اور آخرت کی نعمتیں تو اس کے انتظار میں ہوتی ہیں دعا سے انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے اور ایک فرد کے بڑی حد تک معاشی مسائل حل ہوجاتے ہیں۔دعا کے لیے ضروری ہے انسان دعا کی شرائط پر پورا اترے جو بھی فرد مذکورہ شرائط پر پورا اترے گا اس کی دعا اور قبولیت میں کوئی حجاب نہیں رہے گا۔دعا ہر صورت میں نافع ہے اگر ایک فرد کی مراد دعا کے ذریعے پوری نہ ہو تب بھی اس کے ہلے ہوئے ہونٹ اور اٹھائے ہوئے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہونگے اور قیامت والے دن اجر کا باعث ہونگے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے دعا ہمارے لیے وہ امرت دھارا ہے جس کے ذریعے ہم اپنی تمام قسم کی پریشانیاں، مصائب اور الجھنیں دور کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم دعا کو اس کے پورے آداب و شرائط کے ساتھ کریں۔

حواشی

۱۔ عہدنامہ عتیق، زبور،۲۱/۶۲،۲
۲۔ انجیل متی: ۷/۷تا۹
۳۔ سورۃ الزمر:۳۹: ۸
۴۔ لسان العرب، ج۴بذیل مادہ دعا بدعوا
۵۔ فتح الباری:۱۱/ ۹۸
۶۔ سورۃ یونس:۱۰: ۱۰۶
۷۔ سورۃ المومن:۴۰: ۶۰
۸۔ سورۃ البقرہ:۲: ۲۲
۹۔ سورۃ بنی اسرائیل:۱۷: ۵۲
۱۰۔ سورۃ بنی اسرائیل:۱۷: ۱۱۰
۱۱۔ سورۃ المومن:۴۰: ۶۰
۱۲۔ الجامع لاحکام القرآن:۸/ ۳۲۷
۱۳۔ قرطبی:۸/ ۳۲۷
۱۴۔ الجامع لاحکام القرآن:۸/ ۳۲۷
۱۴الف۔ سورۃ المومن:۴۰: ۶۰
۱۵۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب منہ،۵/ ۴۵۶
۱۶۔ سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، سورۃ البقرہ حدیث:۲۹۶۹،سنن ابوداوٗد، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء، حدیث۱۴۷۹
۱۷۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاءحدیث ۳۳۷۰،ومسند احمد۲/ ۳۶۲ دالمستدرب للحاکم۱/ ۴۹۰
۱۸۔ سورۃ البقرہ:۲: ۱۸۶
۱۹۔ تفہیم القرآن:۱/ ۱۴۴،حاشیہ نمبر ۱۸۸
۲۰۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ان دعوۃ المسلم مستجابۃ حدیث:۳۶۲۱
۲۱۔ سنن الترمذی، ایضاً، حدیث:۳۸۲۶
۲۲۔ الجواب الکافی ص۱۳
۲۳۔ پیغمبرانہ دعائیں، ص۱۰، ۱۱

۲۴۔ سورۃ الرعد:۱۳:۳۹

۲۵۔ فی ظلال القرآن (مترجم سید حامد علی) ص۶۵۶

۲۶۔ سورۃ یونس:۱۰:۹۰

۲۷۔ سورۃ المومن:۴۰:۶۰

۲۸۔ سورۃ البقرہ:۲:۱۶۷

۲۹۔ سورۃ البقرہ:۲:۱۷۲

۳۰۔ سورۃ المائدہ:۵:۸۸

۳۱۔ صحیح مسلم، باب الدعاء

۳۲۔ اصلاحی یوسف، آداب زندگی ص۴۱۵، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۳۳۔ سورۃ الزمر:۳۹:۵۳

۳۴۔ سورۃ الاعراف:۷:۱۵۶

۳۵۔ علوی، خالد ڈاکٹر، پیغمبرانہ دعائیں ص۲۱، منشورات آف اسلامک سنٹر، برمنگھم

۳۶۔ سورۃ الانبیاء:۲۱:۹۰

۳۷۔ محمد قطب، اسلام کا نظام تربیت، ص۴۹، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

۳۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ۱/۱۶۸

۳۹۔ سورۃ الشوریٰ:۴۲:۲۰

۴۰۔ وحید الدین مولانا، مجموعہ مقالات، ص۲۰۱، مکتبہ اشرفیہ لاہور

۴۱۔ سورۃ مریم:۱۹:۹۶

۴۲۔ اخرجہ البخاری، کتاب البسیوع، باب۳۴

۴۳۔ فضل احمد عارف، فلسفہ دعا۔ ص۶۷، نزیرسنز پبلیشرز، اردو بازار، لاہور۱۹۹۳

۴۴۔ یوسف اصلاحی، آداب زندگی، ص۴۱۰

۴۵۔ سورۃ البقرہ:۲:۲۲۲

۴۶۔ ترمذی ابواب الدعوات، ۵/۱۷۹

۴۷۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۷۵، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

۴۸۔ سورۃ ابراہیم:۱۴:۴۱

۴۹۔ سورۃ نوح:۷۱:۲۸

۵۰۔ ترمذی ابواب الدعوات ۵/۱۸۰

۵۱۔ حوالہ بالا

۵۲۔ سورۃ ق:۵۰:۱۶

۵۳۔ ترمذی کتاب الدعوات باب ۵/۲۱۰

۵۴۔ ابوداؤد باب فضل الجمعہ،۱/۳۷۹

۵۴الف۔ حوالہ بالا

۵۵۔ بخاری کتاب الجمعہ باب اساعۃ التی فی یوم الجمعہ،۱/۲۴

۵۶۔ ترمذی، کتاب الدعوات باب فی دعا العرفہ،۵/۲۲۴

۵۷۔ سورۃ الذاریات:۵۱:۱۷،۱۸

۵۸۔ بخاری، باب الدعا والصلوٰۃ من آخر الیل، ۷/۱۴۹

۵۹۔ ترمذی کتاب الدعوات،۵/۱۲۲۹

۶۰۔ حوالہ بالا

۶۱۔ سورۃ الملک:۶۷:۱

۶۲۔ سورۃ النمل:۲۷:۶۲

۶۳۔ سورۃ یونس:۱۰:۱۰۷

۶۴۔ اصلاحی امین احسن، تدبر قرآن،۵/۶۲۵، فاران فاؤنڈیشن لاہور،۱۹۸۰

۶۵۔ ابوداؤد، باب الدعا،۲/۱۰۵

الف۶۵۔ حوالہ بالا

۶۶۔ ترمذی باب ماجاء فی رفع اللہ،۵/۱۳۱

الف۶۷۔ حوالہ بالا

۶۷۔ مودودی، ابوالاعلی، رسائل ومسائل،۳/۳۶۷

۶۸۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ،۲/۲۷۶

****